رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ط

ظلمتیں کافور ہو جائینگی اک دن دیکھنا — عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا — میں بھی اک نورانی چہرے کے پرستاروں میں ہوں

دنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی کو ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

مضامین بنام اڈیٹر اور باقی تمام خط و کتابت بنام مینیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی ص۶۵)

جلد ۲ | ۸ جون سنہ ۱۹۱۵ء (بروز سہ شنبہ) مطابق ۲۳ رجب سنہ ۱۳۳۳ھ | نمبر ۱۵۰

مدینۃ المسیح

۱۔ حضرت فضل عمر کو حلق میں ریزش کی کسی قدر شکایت ہے۔ والعد الشافی

۲۔ سالگرہ ملک معظم کی تقریب پر مدرسہ احمدیہ و مدرسہ انگریزی میں تعطیل کیگئی ٭

۳۔ حضرت میر ناصر نواب صاحب ترقی اسلام و صدر انجمن کے چندہ کے لئے دورہ پر ہیں (ب) جناب نواب صاحب کوٹلہ سے واپس تشریف لائے۔ صدر انجمن کا اجلاس ہو چکا ٭

۴۔ کئی معزز مہمان تشریف فرما ہیں۔ از انجملہ چودھری ظفر اللہ خان صاحب سیالکوٹ۔ سید حبیب اللہ شاہ صاحب (جو ڈاکٹری کا امتحان دیکر آئے ہیں) مکرم میر افضل صاحب ۔ مستری موسیٰ لاہور

تصحیح ۔ پچھلے اخبار نمبر ۱۴۹ میں صفحہ ۲ پر آیت غلط چھپی ہے صحیح یوں ہے۔ یوم تاتی السماء بدخان مبین ۔ صفحہ ۳ پر ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب کی رقم (۲) پڑھنی چاہیئے۔ اسکے علاوہ بھی کچھ غلطیاں ہیں (ص ۲)

اخبار احمدیہ

۱۔ ایک دوست کو لکھا یا کہ بچوں پر سایہ وغیرہ (آسیب) لوگوں نے بنایا ہوا ہے یہ کوئی بات نہیں ٭

۲۔ سید طفیل محمد پٹواری نہر چک ۱۳۱ چک ۳۳ میں سائیں مولا بخش کے پاس پہونچو۔ وہ احمدی ہیں۔ خلافت ثانی کی خبر دی۔ سائیں صاحب نے مع گھر والوں کے بیعت کی درخواست بھیجی۔ ۱۸ اکس ہیں اللھم زد فزد۔ چندہ بھی باقاعدہ دینگے ٭

۳۔ سب اوورسیر رسول بخش صاحب لکھتے ہیں اعجازی طور پر حضور کی دعا قبول ہوئی۔ اور ایک ایسی کامیابی ہوئی۔ جو انسانی قیاس سے بیرون ہے ٭

۴۔ برادر محمد تقی صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ ہم تبلیغی جلسہ کا اہتمام کر رہے تھے۔ ایک شخص نے کہا صبح تمہیں ہتھکڑیاں نہ پہنائیں تو کہنا اچھا عہدہ دار تھا۔ ہمنے اللہ کے بھروسہ پر جلسہ وعظ کیا یہ اعلان بھی کیا کہ حیات مسیح کی ایک آیت پیش کرکے حیات ثابت کرنے پر پچاس روپے انعام دینگے۔ مگر کوئی مدعی نہ اُٹھا۔ صبح وہ شخص جو ہمیں ہتھکڑیاں ڈلوانا چاہتا تھا۔ طاعون میں مبتلا ہو گیا اور مر گیا ٭

۵۔ برادر مہرالدین صاحب لکھتے ہیں کہ حشمت بی بی بنت نظام الدین ترکھان موضع تنکار ماچھیاں سخت مرض میں مبتلا ہے۔ تمام جماعت احمدیہ اس کی صحت کے لئے دعا فرماوے

۶۔ شیخ قدرت اللہ صاحب پریزیڈنٹ جماعت (نام نہیں پڑھا گیا) کی والدہ کا انتقال ہو گیا جنازہ غائب پڑھا جائے ٭

۷۔ منشی محمد حسین پنجابی (۲) بابو محمد غنی صاحب (۳) جناب اے کو پاکٹی برہما سے دعا کے لئے درخواست کرتے ہیں ٭

۸۔ شملہ میں مولوی عمر الدین صاحب کے ساتھ پیغامیوں کی بحث

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا)

(۹) برادر علی بہادر صاحب ایبٹ آباد سے لکھتے ہیں:- پوسٹ ٹریننگ سکول کے ایک سٹوڈنٹ بیان کرتے ہیں کہ جب بہت سے دیسی اور یورپین افسروں کے روبرو میں امتحان مشاہدہ دے رہا تھا۔ ایک صاحب نے سوال کیا کہ فلاں شہر یہاں سے کتنی دور ہے۔ میں اس سے بالکل ناواقف تھا حضرت مرزا صاحب کے تصور میں آنکھیں بند کیں۔ تو ایک شفاف کاغذ پر سنہری حروف میں موٹا ۱۵ کا ہندسہ لکھا ہوا دیکھا۔ اسطرح سوال کا جواب دے کر ایمان قوی ہوا اور خدا کا شکریہ بجالایا۔ ۲۔ ایک غیر احمدی پر ابھی ایک مقدمہ جعلسازی برپا ہو گیا تھا۔ اس نے مہدی موعود علیہ السلام کو سچا خیال کر کے دعا رب کل شیئ خادمک۔۔ پڑھنی شروع کی۔ کہ آزاد ہو گیا۔ خدا کا شکریہ ادا کرتا ہے اور چندہ پیش کرتا ہے +

(۱۰) ایک دوست پٹی سے لکھتے ہیں کہ یہاں جمعہ کا کوئی انتظام نہیں۔ اللہ تعالےٰ کسی سعید الفطرت کو ہمت دے +

(۱۱) منشی فرزند علی صاحب لکھتے ہیں۔ اس سال کے نتیجہ امتحان انٹرنس میں لاریب حضور کی دعاؤں کا بہت کچھ دخل ہے حضور کے خدام بھی یہی دعا کرتے رہے ہیں۔ کہ یا الٰہی نتیجہ ایسا نکلے۔ جو اولی الابصار کے لئے موجب عبرت ہو۔ اور منکران خلافت کو واضح ہو جائے کہ ان کی علیحدگی سے حضرت اقدس مسیح موعود کے قائم کردہ تعلیم گاہ کو نہ صرف کوئی نقصان ہوا۔ بلکہ حالت بہتر ہو گئی۔ فالحمد للہ علےٰ ذلک

(۱۲) جمال الدین صاحب ڈاکخانہ شوپیان سے لکھتے ہیں آجکل کشمیر میں طاعون کا زور ہے۔ شوپیاں میں بھی۔ اللہ تعالےٰ اپنا فضل کرے۔ کشمیر والے وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا پر غور کریں +

(۱۳) برادر فضل احمد صاحب لکھتے ہیں:- کہ میراں شاہ میں ڈاکٹر عبد الغفار نے بیعت کر لی۔ دوسرے ڈاکٹر صاحب بھی قریب ہیں۔

(۱۴) سید بشارت احمد صاحب۔ ۱۳ مئی اطلاع دیتے ہیں۔ ہفتہ کے روز مچھلی بندر پہنچے۔ ڈھائی تین گھنٹے مفتی صاحب اور حافظ صاحب نے تقریریں کیں۔ یہاں کے شرفا بھی حاضرین جلسہ تھے اثر کافی ہوا +

(۱۵) برادر نور الٰہی صاحب اعلان دیتے ہیں۔ ایک مولوی کو لفظ توفی کے معنے موت نہ ہونے پر ایک ہزار انعام کا وعدہ دیا۔ مگر وہ کچھ جواب نہ دے سکا +

(۱۶) حافظ غلام رسول صاحب کو خدا جزاء خیر دے کہ حضرت خلیفہ ثانی کا حکم پہنچتے ہی جہلم سے چل پڑے۔ گاڑی نہ ملی پیدل ساری رات چلکر تھال (کھاریاں) پہنچے۔ اور وہاں تین وعظ کئے۔ آٹھ آدمی سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ (فہرست اپنے موقعہ پر چھپے گی +

(۱۷) سیدنا حضرت خلیفۃ المہدی سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بریت۔ ۱۶ مئی ۱۹۱۵ء کے پیغام صلح میں ایک عجیب و غریب سلسلہ کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس میں بہت سے بزرگوں پر دل کھول کے اتہام لگائے گئے ہیں اور امید ہے کہ وہ تمام بزرگ ان اتہاموں سے اپنے آپ کو بری الذمہ ثابت کرینگے۔ اور اسمیں ایک سخت جھوٹا بہتان مجھ پر بھی باندھا گیا ہے جو کہ سخت غلط اور قبلہ سید حامد شاہ صاحب کی طرف سے احمدی جماعت کو بدگمان کرنے کے لئے باندھا گیا ہے اسلئے میرا حق ہے کہ میں اس بہتان کی تردید کروں۔ اور پیغام صلح کی اس غلط بیانی کو عوام الناس میں مشتہر کر کے قبلہ سید صاحب کو اور اپنے آپ کو اس بدگمانی سے بچاؤں۔ چونکہ اخبار مذکور حضور کے ملاحظہ سے گزرا ہوگا۔ اسلئے مفصل لکھنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ صرف وہ حصہ جو میری ذات کے ساتھ منسوب کیا گیا ہے اسکا اظہار کرنا ضروری ہے اور وہ صرف اس قدر ہے کہ قبلہ سید حامد شاہ صاحب نے اپنی لڑکی کا عقد ایک غیر احمدی لڑکے سے کیا ہے۔ اور ساتھ ہی مجھے کافر کے لقب سے ملقب کیا گیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اور چونکہ میرے پاس وہ خط جو کہ بیعت کرنے کے وقت میں نے حضور اقدس کی خدمت میں ارسال کیا تھا اور حضور کا جواب جو مجھے ملا تھا۔ وہ ہر دو خط میرے پاس موجود ہیں۔ اور ان دونوں کی نقل ہر ذیل میں درج کئے دیتا ہوں۔ اور التجا کرتا ہوں۔ کہ حضور ان ہر دو خطوط کو اخبار الفضل میں شائع کرا دیں اور حضور مجھے ہر وقت اپنے خادمان میں سے تصور کریں۔ اور دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ مجھے ہمیشہ راہ راست پر چلاوے اور ان لوگوں پر بھی اللہ تعالےٰ رحم کرے جنھوں نے جھوٹے بہتان باندھنے کا رویہ اختیار کر لیا ہے۔ والسلام۔

حضور کا دعا گو محمد اکرم ولد سید اکبر علی بازار چوڑیگران۔ شہر سیالکوٹ +

اگر حضور اجازت دیں تو میں ان پر قانونی چارہ جوئی کروں +

نقل خط جو کہ بوقت بیعت میں نے حضور کی خدمت میں ارسال کیا تھا

۷۸۶

از سیالکوٹ نحمدہ ونصلے علے رسولہ الکریم

مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۱۴ء سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں بلحاظ اس تعلق قریبی کے جو مجھے میرے بزرگوار سید حامد شاہ صاحب سے ہے۔ میں حضور کی خلافت کے دامن کے ساتھ بھی تعلق قائم کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے اس تعلق کے قائم کرنے کا خیال زیادہ تر اسواسطے ہوا ہے کہ مجھے دیندارانہ زندگی بسر کرنے میں تساہل وتغافل ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ حضور کی روحانیت اس بارہ میں میری دستگیر ہو۔ اور اللہ تعالےٰ جناب کی دعاؤں سے مجھ کو یہ نعمت عطا کرے مجھے خادمان درگاہ میں شامل کیا جائے۔ اور مندرجہ ذیل پتہ پر مجھے اطلاع دیجاوے خاکسار محمد اکرم ولد سید اکبر علی مہتمم شفاخانہ حکیم میر حسام الدین صاحب مرحوم +

جو حضور کی طرف سے مجھے جواب ملا تھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی اخویم سلمہ اللہ تعالےٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا محبت نامہ آیا حضرت خلیفۃ المہدی نے آپ کی درخواست بیعت منظور کی۔ اور دعا کی۔ اللہ تعالےٰ قبول فرماوے۔ استقامت رہے آمین۔ حضرت فرماتے ہیں کہ دعا کرتے رہیں۔ والسلام

از قادیان ۲۱ ۔مئی ۱۹۱۴ء افتخار احمد

توبہ نامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بخدمت شریف جناب میاں صاحب خلیفۃ المسیح۔ السلام علیکم

جو مضمون عاجز نے پیغام صلح میں آپ کے خلاف شائع کیے ہیں انکو میں واپس لیتا ہوں اور کامل تحقیقات کے بعد آپکو حق پر سمجھتا ہوں میری بیعت کو آپ قرار رکھیں اور آج سے میں اقرار کرتا ہوں کہ آپکے خلاف کبھی کوئی مضمون جس پر کسی قسم کا کوئی اعتراض اٹھتا ہو بجائے اسکے کہ اخبار پیغام صلح میں یا جاوے براہ راست آپ سے اپنی تحریری چٹھی کے دریافت کرونگا۔ آپ سے توبہ خدا کو حاضر ناظر جانکر بغیر کسی قسم کے لالچ یا خوف کے استدعا کرتا ہوں کہ آپ مجھسے جو قصور ہوا ہے معاف فرمائیں۔ جیسا کہ [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۹ رجون ۱۵ء

مسلمانوں کی جہالت
اسکے اسباب و علاج

ضلع مظفر گڑھ کی ڈکیتیوں نے جس دل ہلادینے والی اور کیسی پیدا کرنے والی جہالت کا نظارہ ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔ وہ اپنی جگہ سخت وزنی بھیانک اور افسوسناک ہے۔ اور اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ بدقسمت قوم اب اوس مقدس مذہبی تعلیم سے اسقدر دور ہے جس قدر زمانہ جاہلیت کے عرب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل تہذیب و تمدن سے دُور تھے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل تمام دنیا ظہر الفساد فی البر والبحر کی مصداق تھی۔ اور حضور کی بعثت کے بعد اصلاح کا کام شروع ہوا۔ اور اُس سایہ دار و ثمردار درخت کا بیج زمین عرب میں بودیا گیا جس نے ایکدن بڑھکر کل دنیا کو اپنے ظل عاطفت میں جگہ دی۔ یا یوں کہو کہ وہ چاند طلوع ہوا جس نے بدر کامل بنکر تاریک دنیا کو منور کیا۔ اور جہالت کی ارواح خبیثہ کو اپنے شان شعاع سے ہلاک کیا۔ مگر یہ مقدر تھا کہ اوس شمع ہدایت سے بعد ہوجانے اور اختلاف زمانہ اور شامت اعمال کے باعث نور اسلام سے فیض یافتہ لوگ پھر جہالت کے تاریک و تار گڑھے میں گر جائیں۔ اور ان کی صورتیں ایسی مسخ ہو جائیں۔ کہ انکی پہچان بھی مشکل ہو۔ چنانچہ یہی حالت آج مسلمانوں کی ہے۔

اگر کسی شخص کے لیے یہ ممکن ہو کہ وہ دنیا کے کسی ایسے بلند پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا ہو سکے۔ جہاں سے اسلامی دنیا کا نہایت عمدگی سے نظارہ ہوسکے۔ تو وہ دیکھتا کہ مشرق بعیدہ میں دیواہین کے اندر ایک قوم بستی ہے جو کہ اپنے تئیں مسلمان ظاہر کرتی ہے لیکن اسکے افعال پر نظر ڈالی جائے اور اُسکے بعض افراد کا بلاتکلف سوئر کے گوشت اور مکروہ اشیاء کا استعمال کرنا ملاحظہ کیا جائے تو خود ان کے دستور العمل سے اون کے دعوے کی تکذیب ہورہی ہے۔ پھر وہ دیکھتا کہ مشرق بعیدہ کے بحر اعظم میں ستاروں اور دیا بیوں کے جھنڈ سے نظلے ایک جزائر کا مجموعہ الموسوم بہ فلپائن ہے اسکے باشندے مسلمان کہلاتے ہیں۔ مگر اسلام سے صرف اس قدر واقف ہیں کہ جب اون کے سامنے اللہ کا نام لیا جائے تو اونکے چہرہ پر ایک گونہ بشاشت سی آجاتی ہے اور اس مجمع الجزائر کے قرب و جوار میں رہنے والے اور مسلمان کہلانے والے اہل جزائر کی بیشتر تعداد ان کے ہم رنگ ہے۔

اسکے بعد اگر یہ سیاح آنکھ جزیرہ نمائے ملایا کے سنگلاخ میدان کی آبادی پر ایک نظر ڈالتی تو اسے معلوم ہوتا کہ یہاں بھی مسلمان کہلانے والے آباد ہیں۔ مگر اون کا شغل مرغ لڑانا اور بیہودگی و وحشت کے تمام افعال ناشائستہ کا ارتکاب کرنا ہے۔ ملایا کے بعد بحری سفر کرنے والی متلاشی آنکھ کو کھٹرا جاوا سے گزر کر راون کے جزیرہ (لنکا) اور مریخ کی سرزمین (مارشیس) سے دوچار ہونا پڑتا تو وہ دیکھتی کہ اسلام کے نام لیوا۔ پیر پرستی۔ قبر پرستی۔ زر پرستی۔ اور اوہام پرستی میں مبتلا ہیں۔ اون کا اسلام محض مولود خوانی اور قصہ گوئی ہے۔

ان جزائر کی حالت کا دردانگیز منظر ملاحظہ کرنے کے بعد بلندی پر کھڑا ہونے والا انسان اگر مغربی دنیا کے وسیع قطعات کی سیر کرتا۔ اور اون ممالک پر نظر ڈالتا۔ جہاں آج بھی برائے نام اسلامی سیادت ہے۔ اور جہاں اسلامی زبان کا تا حال رواج ہے اور جہاں اماکن مقدسہ کے علاوہ بغداد۔ دمشق۔ قیروان کے کھنڈرات موجود ہیں۔ تو اوسکا دل دوبھر اول ان ملکوں کی حالت دیکھکر اور پریشان ہوتا اور زخم خوردہ قلب پر اور گہرے زخم لگ جاتے۔ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتا کہ مدعیان اسلام آج اسلام سے اسی قدر دور ہیں جس قدر یہودی حضرت موسئے علیہ السلام کے دین سے اور مسیحی حضرت عیسے علیہ السلام کی تعلیم سے۔ ان دردانگیز۔ رقت خیز اور دلگداز مناظر کا ملاحظہ کرنیکے بعد جب تھکی ہوئی متلاشی آنکھ گنگا سندھ اور برہمپتر کی وادیوں۔ ہمالہ کے دامن اور پانچ دریاؤں کی سرزمین کے حالات کا مشاہدہ کرتی تو اوس سے بے اختیار آنسو نکل پڑتے۔ اور دیکھتی کہ کہیں انڈا ذبح کرنے کے لیے مفصلہ ذیل تکبیر پڑھی جاتی ہے گول گنبد تمرتر نہ اوکی چوکھٹ نہ اسکا در۔ اللہ اکبر اور کسی جگہ مولوی صاحب چھری پڑھ کردے آئے ہیں اور ان کے پیرو سال بھر تک اسی چھری سے ذبح کرنے کا کام کرتے رہتے ہیں کہیں مشکیزہ میں مولوی صاحب نے نکاح بند کردیا ہے۔ اور اوس مشکیزہ کی ہوا۔ دولہا دولہن کے منہ میں پھونکے جانے سے نکاح ہو گیا ہے کیسی جگہ ایک افغان بہادر کافر ہندو کو مسلمان کرنے کے لیے تلوار اٹھا رہے ہیں۔ ہندو کلمہ پوچھتا ہے تو اسلام کا شیدائی اس سے خود ناواقف ہے کسی مقام پر ایک فقیر سائیں وعظ کر رہے ہیں کہ نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں اور اون کے مریدین نماز کے قائلین کے ساتھ مصروف بحث ہیں وغیرہ وغیرہ

اسوقت جبکہ اس آنکھ سے آنسو نکلتے اور صاحب چشم کے دل پر درد سے دھواں نکلتا تو اوسے سیاہ بادلوں کے پیچھے نیلگوں صاف آسمان کی جھلک دکھائی پڑتی۔ اور گھنی تاریک گھٹا میں سے روشن بجلی کی چمک نظر آتی اور وہ دیکھتا کہ دمشق سے عین مشرق کیطرف ہمالہ کے دامن میں گمنام مقدس مقام پر مطلع خورشید کی مانند روشنی کی نورانی شعاعیں اٹھ رہی ہیں۔ اور وہ ان شعاعوں کے مشابہ ہیں جو رسول عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت نمودار ہو کر صحابہ کرام کے زمانہ میں خصوصاً خلیفہ ثانی کے وقت دنیا کے بیشتر حصہ میں پہونچکر جہالت کی تاریکی کو دور کرنے کا باعث ہوئیں۔ ایسی حالت میں اس غمزدہ قلب کو تسکین اوس زخم خوردہ دل کو راحت ہوتی اور پکارتا ؎

بل یہ طالع ہمنے دیکھکر طلعت بدر منیر ✦ مطلع نور خدا ہے آسماں نزدیک ہے

غرض آج مسلمان کہلانے والے لوگوں کی حالت ہر جگہ خراب ہے۔ وہ نور کی بجائے ظلمت کے فرزند ہو رہے ہیں اور مسلمان کی بجائے یہودی ہیں علماء ہیں وہ شرک میں مبتلا۔ جہلا ہیں وہ جہالت میں گرفتار۔ یہ کیوں ہوا؟ اسکا سبب خود مرض کی شناخت کرنیوالے ڈاکٹر کی زبان سے سنیئے ؎

مسلمانوں پہ تب ادبار آیا	کہ جب تعلیم قرآں کو بھلایا
رسول حق کو مٹی میں سلایا	مسیحا کو فلک پر ہے بٹھایا
یہ توہین کرکے پھل ویسا ہی پایا	اہانت نے اونہیں کیا کیا دکھایا
خدا نے پھر تمہیں اب ہے بلایا	کہ سوچو عزت خیر البرایا

ہمیں یہ راہ خدا نے خود دکھادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

اس مرض کا علاج کیا ہے؟ وہ بھی خود ڈاکٹر کے تجویز کردہ نسخہ سے ملاحظہ ہو فرمایا ؎

مسیح وقت اب دنیا میں آیا	خدا نے عہد کا دن ہے دکھایا
مبارک وہ جواب ایمان لایا	صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے اونکو ساقی نے پلادی	فسبحان الذی اخزی الاعادی

پادری جوالا سنگھ صاحب سے ہمارے مطالبات

گجرانوالہ میں پادری صاحبان نے اپنے مختلف لیکچروں میں اس بات پر زور دیا تھا کہ مسیح نے عظیم الشان معجزے دکھائے اور جو نکہ وہ معجزے بشری طاقت سے بالاتر تھے اس سے معلوم ہوا کہ مسیح محض انسان نہ تھا بلکہ خدا بھی تھا۔ پادری صاحبان کے اس استدلال پر ہمنے چار جرحیں کیں جو درج ذیل ہیں۔

پہلی جرح پادری صاحبان اگر محض معجزے دکھانا ہی الوہیت کی علامت سمجھی جاوے تو پھر تمام انبیاء خدا کہلانے کے مستحق ہیں اور کیا وجہ ہے کہ آپ لوگ موسیٰ ایلیا وغیرہ کو خدا نہیں سمجھتے جنھوں نے کہ آپکے مسیح سے بڑھکر کراماتیں دکھائیں اسکی تفصیل سنیئے۔

(الف) مسیح کا سب سے بڑا معجزہ مردوں کو زندہ کرنا ہے مگر اسمیں مسیح کی خصوصیت نہیں مسیح کے علاوہ اور انبیاء سے بھی یہ کرامت صادر ہوئی ہے حوالے دیکھیئے۔

(۱) الیسع نے مردے زندہ کئے۔ سلاطین دوسرا ۴ باب آیت ۳۵۔

(۲) حزقیل نے ہزاروں پرانے مردے زندہ کئے۔ حزقیل ۳۷ باب آیت ۱۰۔

(۳) ایلیاہ نے مردے زندہ کئے۔ سلاطین پہلا ۱۷ باب آیت ۲۲

(۴) الیسع کی لاش نے مردہ زندہ کیا۔ سلاطین

ناظرین خود انصاف فرما سکتے ہیں کہ اگر مسیح بسبب مردے زندہ کرنے کے خدا ہو سکتا ہے تو الیسع حزقیل اور ایلیا وغیرہم جنھوں نے ہزاروں مردے زندہ کئے کیوں نہ خدا سمجھے جاویں لیکن عیسائی انکو محض انسان ہی سمجھتے ہیں۔

(ب) دوسرا معجزہ بیماروں کا اچھا کرنا ہے لیکن اس میں بھی اور انبیاء مسیح کے شریک ہیں۔

(۱) الیسع نے نعمان سپہ سالار کو جو کوڑھی تھا اچھا کیا سلاطین دوسرا ۵ باب آیت ۱۴۔

(۲) یوسف نے اپنے باپ یعقوب کو آنکھیں دیں۔ کتاب پیدائش ۴۶ باب آیت ۴ و ۳۰

(ج) تیسرا معجزہ تھوڑے طعام اور شراب کو بڑھا دینا ہے مگر یہ کام بھی بہت سے انبیاء سے ظہور پذیر ہوا بلکہ بعض نبی اس کام میں مسیح سے بھی بڑھے ہوئے ہیں دیکھو حوالے

(۱) ایلیا نے مٹھی بھر آٹے اور تھوڑے سے تیل کو بڑھا دیا کہ وہ سال بھر تک تمام نہ ہوا۔ سلاطین پہلا ۱۷۔ باب آیت ۱۳-۱۶

(۲) الیسع نے بھی ذرا سے تیل کو اسقدر بڑھایا کہ گھر والوں کے پاس اسکے رکھنے کے لئے کوئی برتن باقی نہ رہا دیکھو سلاطین دوسرا باب ۴ آیت ۲-۶

(د) چوتھا معجزہ بغیر کشتی کے دریا پر چلنا ہے۔ یہ بھی صرف حضرت مسیح کا کام نہ تھا بلکہ موسیٰ نے اس سے بڑھکر معجزہ دکھایا

(۱) اسنے سمندر کو ایسی لاٹھی ماری کہ وہ پھٹ گیا۔ اور سیال پانی الگ الگ دونوں طرف کھڑا ہو گیا۔

(۲) یوشع نے دریا یردن کو خشک کر دیا دیکھو کتاب یوشع ۳ باب آیت ۱۷

(۳) ایلیا نے دریا کو دو ٹکڑے کر دیا دیکھو سلاطین دوسرا ۲ باب آیت ۸ تا ۱۵

دوسری جرح حضرت مسیح نے انجیل میں اپنے حواریوں کو فرمایا کہ اگر تم میں رائی کے برابر بھی ایمان ہو تو تم میرے جیسے کام کر سکتے ہو۔ بلکہ مجھ سے بڑھکر۔ اب پادری صاحبان سے سوال ہے کہ اگر عظیم الشان معجزات کی وجہ سے آپ لوگ مسیح کو خدا مانتے ہیں تو پھر تمام حواریوں کو بھی شریک الوہیت ماننا چاہیئے کیونکہ انھوں نے بھی معجزات دکھائے اور اگر آپ لوگ کہیں کہ حواریوں نے کوئی معجزہ نہیں دکھایا تو ماننا پڑیگا کہ بقول مسیح ناصری حواریوں میں رائی کے برابر بھی ایمان نہ تھا۔

تیسری جرح مسیح نے انجیل میں صاف فرمایا ہے کہ میرے بعد بہت سے جھوٹے نبی پیدا ہونگے جو ایسے ایسے بڑے معجزات دکھائینگے کہ ہو سکتا تو وہ کاملین کو دھوکہ میں ڈالدیں لیکن تم انکے دھوکہ میں ہرگز نہ آنا۔ مسیح کے اس قول سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کے نزدیک ایک جھوٹا آدمی بھی معجزات دکھا سکتا ہے تو پھر اے پادری صاحب معجزات الوہیت کا معیار کس طرح ہو سکتے ہیں اور معجزات دکھانے سے مسیح کی خدائی کسطرح ثابت ہو سکتی ہے

چوتھی جرح کتاب استثنا میں لکھا ہے کہ وہ نبی جو جھوٹا ہو اور پھر معجزے بھی دکھلاتا ہو اسکی پہچان یہ ہے کہ وہ قتل کیا جاویگا۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ مسیح معجزے دکھلاتا تھا۔ اور وہ قتل بھی کیا گیا۔ اب یا تو یہ کہو کہ کتاب استثنا میں خدا نے موسیٰ سے ایک غلط معیار بیان کیا کیونکہ وہاں لکھا ہے کہ جھوٹا قتل ہوگا اور یہاں پر مسیح صادق راستباز قتل کیا گیا۔ اور یا یہ کہو کہ خداوند خدا باپ نے موسیٰ سے سچ بولا لیکن پھر مسیح کو غیر صادق ماننا پڑیگا۔ غرض پہلی صورت میں خدا باپ پر کذب کا الزام آئے گا اور دوسری صورت میں خدا بیٹا غیر صادق ٹھہریگا۔ اور دونوں میں عیسائیوں کو شکست ہے

مولوی محمد علی صاحب سے ایک ضروری سوال

مولوی محمد علی صاحب اپنے رسالہ "مسئلہ کفر و اسلام" صفحہ ۲ پر تحریر فرماتے ہیں کہ

"جو شخص اللہ تعالےٰ کی توحید پر ایمان لاتا ہے تو وہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے"

پھر صفحہ ۶ میں رقمطراز ہیں کہ

"وہ دائرہ اسلام سے اسوقت تک خارج نہیں ہوتا جب تک لاالہ الا اللہ کا انکار نہ کرے"

ان دونوں حوالوں سے صاف ظاہر ہے کہ مولوی صاحب کے نزدیک دائرہ اسلام لاالہ الا اللہ ہے اور جب تک کوئی لاالہ الا اللہ کا انکار نہ کرے وہ دائرہ سے خارج نہیں ہو سکتا اسپر مولوی صاحب سے میرا ایک سوال ہے کہ رسول صلعم کا منکر دائرہ اسلام کے اندر ہے یا باہر۔

(۱) اگر کہو کہ دائرہ اسلام کے اندر ہے مگر ایک خاص حصہ کا کافر ہے تو میں پوچھونگا کہ پھر آنحضرت صلعم کے منکر اور مسیح موعود کے منکر میں فرق کیوں کرتے ہو جبکہ مسیح موعود کا منکر بھی دائرہ اسلام کے اندر ہے اور ایک خاص حصہ کا کافر ہے جیسا کہ آپ خود صفحہ ۸ پر لکھتے ہیں۔

"مسیح موعود کا منکر بھی اس حصہ کا کافر ہے جس کا وہ انکار کرتا ہے"

اور اگر کہو کہ رسول صلعم کا منکر دائرہ کے اندر نہیں بلکہ دائرہ سے خارج ہے تو یہ بات آپکے مسلمات کے خلاف ہے کیونکہ آپ کے نزدیک دائرہ صرف توحید الہٰی کا اقرار ہے جیسا کہ صفحہ ۴ پر آپ فرماتے ہیں کہ :-

"جب ایک شخص اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان لے آتا ہی تو وہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے"

ادہر ہم دیکھتے ہیں کہ توحید الہٰی کا مقر تو وہ یہودی بھی ہے۔ جو رسول صلعم کا منکر ہے۔

(۳) اور اگر آپ کہیں کہ دائرہ تو لاالہ الا اللہ ہی ہے۔ مگر رسول صلعم کا انکار ایسی خطرناک بات ہے جو انسان کو اس دائرہ سے خارج کر دیتی ہے۔ مگر جناب من میں کہونگا کہ یہ بات بھی آپکے مسلمات کے خلاف ہے کیونکہ آپ کے نزدیک جبتک کوئی شخص لاالہ الا اللہ کا انکار نہ کرے وہ دائرہ اسلام سے کبھی خارج نہیں ہو سکتا خواہ اس سے کونسی حرکت ہی سرزد ہو۔ جیسا کہ آپ صفحہ ۶ پر تحریر کرتے ہیں۔

"وہ دائرہ اسلام سے اسوقت تک خارج نہیں ہوتا جب تک لاالہ الا اللہ کا انکار نہ کرے"

ادھر ایک یہودی باوجود رسول صلعم کے انکار کے لاالہ الا اللہ کا انکار نہیں کرتا

غرض اگر رسول صلعم کے منکر کو دائرہ کے اندر والا کافر کہیں تو پھر ماننا پڑیگا کہ مسیح موعود کے منکر اور رسول صلعم کے منکر میں کوئی فرق نہیں دونوں کا ایک ہی فتوے ہے جیسا کہ وہ دائرہ کے اندر رہکر ایک خاص حصہ کا کافر ہے اسیطرح یہ بھی دائرہ کے اندر رہکر ایک خاص حصہ کا کافر ہے۔

اور اگر آنحضرت صلعم کے منکر کو دائرہ سے خارج تسلیم کرو۔ تو یہ آپکے رسالہ کے خلاف ہے کیونکہ بقول آپ کے دائرہ سے صرف وہی شخص خارج ہو سکتا ہے جو لاالہ الا اللہ کا انکار کرے۔

سید محمد اسحٰق

قدامت روح و مادہ - مسئلہ تناسخ اس رسالہ میں حل کر دیا گیا ہے اور منشی برکت علی صاحب نے ان عقائد باطلہ کی تردید بذریعہ عقل و نقل کر دی ہے یہ رسالہ بھی مختلف تقاریر کا مجموعہ ہے اور اسکی لکھوائی چھپوائی بہت دلاویز ہے اصلی قیمت ۵/ اور رعایتی ۴/

ملنے کا پتہ :- دفتر تشحیذ الاذہان قادیان ضلع گورداسپور

کلامِ حقّانی

بتوں کو لات مار اللہ کو کر یاد حقّانی
کہ ہے ایمان ان سنگین دلوں کا سست پیمانی

بتوں کا حسن بالکل عارضی ہے اور ہے فانی
محبت انکی ذلّت ۔ دوستی انکی پشیمانی

وہ اگلی بت پرستی اس زمانے میں نہیں چلتی
نئی تہذیب پر ہوتی ہے دینداری کی قربانی

نہ فنّ سامری اب راہزن نے سحر بابل ہی
کہ یونیورسٹی کے ہال کی کافی ہے لسّانی

سنے ہے کون نالے ؟ چاہئیے انگلش میں لیکچر دو
اگر بلبل کو ہے تا گوشِ گل کچھ بات پہنچانی

نہیں گر آپ ایم اے ۔ سرزمینِ ہند میں حضرت
نہیں سننے کے قابل آپکے اسرار قرآنی

نیا اک بت کدہ لاہور میں سنتے ہیں بنتا تھا
کہ تھا اسکی عمارت میں کچھ اندازِ مسلمانی

کمال اس کا یہ تھا دو کنگرے تھے ہلالِ اسلام کی تعمیر
اکھڑ کر ۔ وال پڑے ۔ لاہور سے ۔ بنیادِ ایمانی

کھچے آئے جہاں میں جس قدر سونا ہو یا چاندی
کہ طرحِ سومنات اک تازہ صورت میں تھی ڈلوانی

خدا کے فضل سے محمود احمد بت شکن اٹھا
کہ ہے اسکے قلم میں جوہرِ صمصامِ سلطانی

نہ رکھا ضربتِ الفصل نے تسمہ لگا باقی
دکھایا دودھ کا دودھ اسنے اور پانی کا سب پانی

حقیقت کی پڑی وہ چوٹ الباطل کا سر ٹوٹا
نظر طاغوت کو سب آئی اپنے گھر کی ویرانی

ہوئے جادوگروں کی رسیوں کے پیچ و خم ڈھیلے
عصائے موسوی نے جب دکھائی شکل ثعبانی

یدِ بیضا سے پھیلا نور وہ اقصائے عالم میں
ہوئی پیدائش ظلمت کو مشکل شکل دکھلانی

گرو گھنٹال سے چیلوں نے یہ کہہ کہہ کے رخصت لی
کہ لے چلتے ہیں ۔ تیری ذات ہمنے آج پہچانی

حریم قدس سے جب اینٹھتے ہوئے آپ نکلے تھے
جبھی سے فنکشن ہے آپکا اغوائے انسانی

نہ ہو محسود اور محمود ہو یہ ہو نہیں سکتا
کہ آدمؑ سے محمدؐ تک یہ ہے آئین سبحانی

انا خیرٌ کہا تھا ۔ اول الحسّاد نے بڑھ کر
زمانہ تھا حسد کی آگ کا یہ قول شیطانی

نہ بھولیگا مجھے انا ظلمنا اپنے آدم کا
کہ تواب نے بڑھکر چوم لی خاک کی پیشانی

ہمیشہ آدمیت کی ہے زینت خاکساری سے
یہ پتلا خاک کا آتش کی کیوں رکھتا ہی جولانی

بڑائی اور بلندی وصف ذات کبریائی ہے
یہاں سر وہ اٹھائے جس کو آخر منہ کی ہو کھانی

کہو ۔ نادان ہوں دانا تو ہے دے دان دانش کا
جتائی اپنی دانائی یہاں ہے سخت نادانی

جبیں جبتک الٰہی سر ہے دہلیز پہ تیرے
ترے کوچے میں دے جب جان دی شوریدہ حقّانی

ضرورت نبی اسلام

معزز ناظرین ! یہ دو رسالے جنکا حجم علی الترتیب ۴۴-۹۲ ہے ضرورت نبی میں منشی برکت علی صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ شملہ نے بدلائل عقلیہ و نقلیہ ثابت کیا ہے کہ دنیا و آخرت میں کامیاب زندگی حاصل کرنے اور اللہ تعالیٰ کی مرضیات پر اطلاع پانے کے لئے ایک رہبر ایک نبی کی ضرورت ہے اور پھر شناخت نبی کے کچھ طریق بتائے ہیں یہ رسالہ غیر مذاہب میں اسلام کی تبلیغ کے لئے بہت مفید ثابت ہوگا ۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) اسکی قیمت بجائے ۲/ کے ۱/ کر دیگئی ہے۔

اسلام - بذریعہ تبلیغ پھیلا یا بزور شمشیر (۲) سوال پر ایک زبردست تقریر ہے جو منشی برکت علی صاحب نے انجمن اسلامیہ شملہ میں کی ہے اس میں عقلی و نقلی دلائل سے روز روشن کی طرح ثابت کر دیا ہے کہ دین اسلام کی ترقی محض قوت قدسیہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و دلائل و براہین سے ہوئی نہ کہ شمشیر سے یہ مضمون بھی بہت مفید ہے اور بہت خوشخط عمدہ کاغذ پر چھاپا گیا ہے اصل قیمت ۳/ رعایتی اب رعایتی ۲/ ہے

احیائے موتیٰ

حضرت مسیح کے مُردے زندہ کرنیکی حقیقت

نمبر ۲

دوسرا واقعہ مُردہ زندہ کرنے کا یہ ہے جو یوحنا باب ۱۱ میں درج ہے۔ "مریم اور اس کی بہن مرتھا کے گانو بیت عنیا کا لعزر نام ایک آدمی بیمار تھا۔ یہ وہی مریم تھی جس نے خداوند پر عطر ڈال کر اپنے بالوں سے اس کے پانوں پونچھے۔ اسی کا بھائی لعزر بیمار تھا۔ پس اس کی بہنوں نے اُسے کہلا بھیجا کہ اے خداوند دیکھ جسے تو عزیز رکھتا ہے وہ بیمار ہے۔ یسوع نے سُن کر کہا کہ **یہ بیماری موت کی نہیں بلکہ خدا کے جلال کے لئے ہے۔** تاکہ اس کے وسیلے سے خدا کے بیٹے کا جلال ظاہر ہو۔ اور یسوع مرتھا اور اس کی بہن اور لعزر سے محبت رکھتا تھا۔ پس جب اُس نے کہا کہ وہ بیمار ہے تو جس جگہ تھا وہیں دو دن اور رہا۔ پھر اس کے بعد شاگردوں سے کہا۔ آؤ پھر یہودیہ کو چلیں۔ شاگردوں نے اس سے کہا اے ربی ابھی تو یہودی تجھے سنگسار کرنا چاہتے تھے اور تو پھر وہاں جاتا ہے۔ یسوع نے جواب دیا۔ کیا دن کے بارہ گھنٹے نہیں ہوتے۔ اگر کوئی دن کو چلے تو ٹھوکر نہیں کھاتا۔ کیونکہ وہ دنیا کی روشنی دیکھتا ہے لیکن اگر رات کو چلے تو ٹھوکر کھاتا ہے۔ کیونکہ اس میں روشنی نہیں۔ اس نے یہ باتیں کہیں۔ اور اس کے بعد ان سے کہنے لگا۔ **کہ ہمارا دوست لعزر سو گیا ہے۔ لیکن میں اُسے جگانے جاتا ہوں۔** پس شاگردوں نے اس سے کہا اے خداوند اگر سو گیا ہے تو بچ جائیگا۔ یسوع نے تو اس کی موت کی بابت کہا تھا مگر وہ سمجھے آرام کی نیند کی بابت کہا ہے۔ تب یسوع نے ان سے صاف کہدیا کہ لعزر مر گیا ہے۔ اور میں تمہارے سبب سے خوش ہوں کہ وہاں نہ تھا تاکہ تم ایمان لاؤ۔ لیکن آؤ ہم اس کے پاس چلیں۔ پس توما نے جسے توام کہتے تھے۔ اپنے ساتھ کے شاگردوں سے کہا کہ آؤ ہم بھی چلیں تاکہ اس کے ساتھ مریں۔ پس یسوع کو آکر معلوم ہوا کہ اُسے قبر میں رکھے چار دن ہوئے۔ اور بیت عنیا یروشلم کے نزدیک کوئی دو میل کے فاصلے پر تھا۔ اور بہت سے یہودی مرتھا اور مریم کو بھائی کے بارے میں تسلی دینے آئے تھے۔ پس مرتھا یسوع کے آنے کی خبر سُنکر اس سے ملنے کو گئی۔ لیکن مریم گھر میں بیٹھی رہی۔ مرتھا نے یسوع سے کہا کہ اے خداوند اگر تو یہاں ہوتا۔ تو میرا بھائی نہ مرتا۔ اور اب بھی میں جانتی ہوں کہ جو کچھ تو خدا سے مانگیگا وہ تجھے دیگا۔ یسوع نے اُسے کہا **تیرا بھائی جی اُٹھے گا۔** مرتھا نے اس سے کہا۔ میں جانتی ہوں کہ قیامت میں آخری دن جی اٹھیگا۔ یسوع نے اس سے کہا۔ **قیامت اور زندگی تو میں ہوں جو مجھ پر ایمان لاتا ہے گو وہ مرجائے تو بھی زندہ رہے گا۔ اور جو کوئی زندہ ہے اور مجھ پر ایمان لاتا ہے وہ ابد تک کبھی نہ مریگا۔** کیا تو اس پر ایمان رکھتی ہے اس نے اس سے کہا ہاں اے خداوند میں ایمان لا چکی ہوں کہ خدا کا بیٹا مسیح جو دنیا میں آنے والا تھا تو ہی ہے۔ یہ کہہ کر وہ چلی گئی اور چپکے سے اپنی بہن مریم کو بُلا کر کہا کہ اُستاد یہیں ہے اور تجھے بُلاتا ہے۔ وہ سنتے ہی جلد اُٹھ کر اس کے پاس آئی یسوع ابھی گاؤں میں نہیں پہنچا تھا۔ بلکہ اسی جگہ تھا جہاں مرتھا اُسے ملی تھی۔ پس جو یہودی گھر میں اس کے پاس تھے۔ اور اُسے تسلی دے رہے تھے یہ دیکھ کر کہ مریم جلد اٹھ کر باہر گئی۔ اس خیال سے اس کے پیچھے ہو لئے کہ وہ قبر پر رونے جاتی ہے۔ جب مریم اس جگہ پہنچی۔ جہاں یسوع تھا اور اسے دیکھا تو اس کے قدموں پر گر کر کہا کہ اے خداوند اگر تو یہاں ہوتا تو میرا بھائی نہ مرتا۔ جب یسوع نے اسے اور ان یہودیوں کو جو اس کے ساتھ آئے تھے روتے دیکھا تو دل میں نہایت رنجیدہ ہو کر قبر پر آیا۔ وہ ایک غار تھا۔ اور اس پر پتھر دھرا تھا۔ یسوع نے کہا پتھر اٹھاؤ۔ اس مرے ہوئے شخص کی بہن مرتھا نے اس سے کہا اے خداوند اس میں سے تو اب بدبو آتی ہے کیونکہ اسے چار دن ہو گئے۔ یسوع نے اس سے کہا کہ میں نے تجھ سے کہا نہ تھا کہ اگر تو ایمان لائے گی تو خدا کا جلال دیکھیگی۔ پس انہوں نے اس پتھر کو اُٹھایا پھر یسوع نے آنکھیں اُٹھا کر کہا۔ اے باپ میں تیرا شکر کرتا ہوں کہ تو نے میری سُن لی۔ اور مجھے تو معلوم تھا کہ تو ہمیشہ میری سنتا ہے۔ مگر ان لوگوں کے باعث جو آس پاس کھڑے ہیں۔ میں نے یہ کہا۔ **تاکہ وہ ایمان لائیں کہ تو ہی نے مجھے بھیجا ہے۔** اور یہ کہ اس نے بلند آواز سے پکارا کہ اے لعزر نکل آ۔ جو مر گیا تھا وہ کفن سے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے نکل آیا۔ اور اس کا چہرہ رومال سے لپٹا ہوا تھا یسوع نے ان سے کہا کہ اسے کھول کر جانے دو"۔

یہ واقعہ بھی صرف یوحنا کی انجیل کے صفحات کی رونق افزائی کا باعث ہے۔ اور باقی تینوں انجیلیں اس سے محروم ہیں حالانکہ اگر اس کی نوعیت کو دیکھا جائے۔ تو یہ اس قابل تھا کہ ہر ایک انجیل میں ضرور درج ہوتا۔ اور حضرت مسیح کے ایسے خاص الخاص پیروؤں کی دوربین نظر سے پوشیدہ نہ رہتا جن کا کام ہی یہی تھا کہ عقل اور سمجھ سے بالاتر باتوں تک بھی رسائی حاصل کر کے اپنے خداوند کی شان کو بلند ثابت کرنے میں کوتاہی نہ کریں۔ لیکن انکی نظر کا اس بات تک نہ پہنچنا اور صرف یوحنا کے ہاتھ چڑھنا ہر ایک انسان کو اس کی صداقت کا اقبال کرنے سے روکدیتا ہے کیونکہ جب وہ یہ دیکھتا ہے کہ متی۔ مرقس لوقا جیسے لوگوں نے اس کو نظر انداز کر دیا ہے تو اس کا انکار کرنا اور پختگی حاصل کر لیتا ہے۔ اب میں اس عبارت پر تنقیدی نظر ڈالتا ہوں (۱) جب حضرت مسیح کو لعزر کی بیماری کی خبر دیگئی۔ تو آپ نے فرمایا کہ "یہ بیماری موت کی نہیں۔ بلکہ خدا کے جلال کے لئے ہے" اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ انہوں نے مرض کی شناخت کر کے یہ معلوم کر لیا تھا کہ اس کی وجہ سے لعزر مریگا نہیں۔ ہاں انہیں چونکہ اس بیماری کی حقیقت

کو معلوم کر لینے کا یقین کلی ہو گیا تھا۔ اسلئے یہ بھی کہدیا کہ یہ بیماری "خدا کے جلال کے لئے ہے" یعنی لوگ تو اس بیماری کی وجہ سے لعزر کو مردہ سمجھ لینگے۔ لیکن دراصل وہ مرا نہیں ہوگا۔ اور اس کے نہ مرنے کی خبر چونکہ صرف مجھی ہی ہے۔ اسلئے جب میں اس کو باوجود لوگوں کے مُردہ سمجھنے کے اچھا کر دونگا۔ تو یہ میری صداقت کی ایک بڑی نشانی ہوگی۔ اور اس طرح خدا تعالیٰ کا جلال ظاہر ہوگا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو الہام کے ذریعہ بتا دیا ہو کہ لعزر کو فلاں بیماری ہوگی اور اس کی ایسی حالت ہو جائے گی۔ تم اس طرح اس کے متعلق کرنا۔ یہ خیال اس وقت بہت پختہ ہو جاتا ہے جبکہ ہم اس فقرہ کو پڑھتے ہیں کہ "یہ بیماری موت کی نہیں بلکہ خدا کے جلال کے لئے ہے" اب اگر یہ کہا جائے کہ لعزر پر اس بیماری کی وجہ سے "موت" وارد ہو گئی تھی اور حضرت مسیح نے موت کے بعد اسے زندہ کیا ہے۔ تو یہ فقرہ غلط ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ اس میں تو لکھا ہے کہ یہ بیماری موت کی ہے ہی نہیں لیکن جب یہی بیماری موت کی ہو گئی تو یہ کہاں درست رہا۔ پھر حضرت مسیح نے لعزر کی بیماری کا موت کی بیماری نہ ہونا خدا کے جلال کا نشان بتایا ہے نہ کہ لعزر کے مر کر دوبارہ زندہ ہو جانے کو خدا کا جلال قرار دیا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو یہ فقرہ اس طرح ہونا چاہیئے تھا کہ یہ بیماری موت کی ہے تاکہ لعزر کو مرنے کے بعد زندہ کیا جائے اور خدا کا جلال ظاہر ہو۔ لیکن ایسا نہیں ہے پس یہ فقرہ بتاتا ہے کہ لعزر کے جسم سے رُوح نہیں نکلے گی۔ بلکہ وہ بے ہوشی اور غشی کی حالت میں ہوگا۔"

(۲) حضرت مسیح کا باوجود لعزر کی بیماری کی خبر پا لینے کے جان بوجھ کر دو دن اسی جگہ ٹھہرے رہنا بتاتا ہے کہ انہیں اپنی پہلی بات پر پورا یقین اور بھروسا تھا کہ لعزر مریگا نہیں اور وہ اس لئے دو دن اور ٹھہرے تاکہ بیماری اپنی آخری حد تک پہنچ جائے۔ تب میں وہاں چلوں۔ اس لئے کسی کا حق نہیں ہے کہ پہلی بات کو لعزر پر موت وارد کر کے غلط قرار دینے کی جرأت کرے۔ پس لعزر پر موت آئی ہی نہیں ؛

(۳) حضرت مسیح اپنے شاگردوں کو فرماتے ہیں "کہ ہمارا دوست لعزر سو گیا ہے۔ لیکن میں اُسے جگانے جاتا ہوں" اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ لعزر مرا نہیں تھا۔ بلکہ سو گیا تھا یعنے غشی کی حالت میں تھا ؛

(۴) جب لعزر کی بہن مرتھا نے حضرت مسیح کے آگے اپنے بھائی کے مرنے کا افسوس کیا تو انہوں نے فرمایا "تیرا بھائی جی اُٹھے گا" اس کے جواب میں مرتھا نے کہا "کہ میں جانتی ہوں کہ قیامت میں آخری دن جی اُٹھیگا" اس سے یہ نکلتا ہے کہ مرتھا کا یہ اعتقاد حضرت مسیح پر ہرگز ہرگز نہیں تھا کہ وہ مُردوں کو از سر نو زندہ کر لیا کرتے ہیں۔ کیونکہ اگر وہ یہ سمجھتی تو پھر منہ سے ایسے الفاظ نہ نکالتی کہ وہ قیامت کو جی اُٹھیگا۔ اور یہ بھی ایسی صورت میں جبکہ حضرت مسیح نے لعزر کے زندہ ہونے کے متعلق اُسے کہدیا تھا۔ پھر حضرت مسیح کا اس موقعہ اور محل پر یہ کہنا کہ "قیامت اور زندگی تو میں ہوں جو مجھ پر ایمان لاتا ہے گو وہ مر جائے تو بھی زندہ رہے گا۔ اور جو کوئی زندہ ہے اور مجھ پر ایمان لاتا ہے۔ وہ ابد تک کبھی نہ مریگا" صاف ظاہر کرتا ہے کہ آپ نے مرتھا کو یہ تسلّی دی ہو کہ اگر تمہارا بھائی مر ہی گیا ہے تو بھی وہ زندہ ہے۔ کیونکہ زندگی صرف اسی کا نام نہیں ہے کہ دنیا میں چلا پھرا جائے بلکہ مر کر بھی ایک زندگی حاصل ہوتی ہے۔ جو ابد تک کی ہوتی ہے۔ اور یہ انہوں نے اس لئے کہا کہ مرتھا کو یہ یقین تھا کہ اب میرا بھائی تو مر گیا ہے۔ اور مرا ہوا کوئی زندہ نہیں ہوا کرتا اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ زندہ کرے اس لئے حضرت مسیح جو فرماتے ہیں کہ وہ جی اُٹھے گا۔ یہ قیامت کے دن کے متعلق ہی ہے۔ حضرت مسیح نے اس کے اس عقیدہ کی تردید نہیں کی۔ بلکہ یہ فرما کر تائید کر دی ہے جس سے پایا جاتا ہے کہ وہ آپ بھی یہی عقیدہ رکھتے تھے کہ واقعہ میں جو کوئی مر جاتا ہے وہ کبھی زندہ نہیں ہو سکتا۔ ہاں لعزر چونکہ مرا نہیں اس لئے وہ اچھا ہو جائے گا۔ میرے خیال میں یہ باتیں اس عبارت سے نکلتی ہیں جو لعزر کے مرنے کی نفی کرتی ہیں۔ باقی اگر وہ الفاظ ہیں۔ جن سے غلطی میں پڑنے کا ڈر ہو سکتا ہے تو ان کے متعلق وہی تین باتیں ہمارے پیش نظر ہونگی۔ جو میں نے ان واقعات کے پیش کرنے سے پہلے بیان کر دی ہیں۔ یہاں میں اس بات کی تائید میں کہ ہم انجیل کو محرف و مبدل کیوں مانتے ہیں اسی واقعہ کی عبارت سے ایک دو باتیں پیش کرتا ہوں۔ اوّل مرتھا نے حضرت مسیح کو کہا ہے کہ "اب بھی میں جانتی ہوں کہ جو کچھ تو خدا سے مانگیگا۔ وہ تجھے دیگا" اس سے یہ نکالا جاتا ہے کہ اس نے یہ کہا کہ اگر خدا سے آپ میرے بھائی کی زندگی مانگینگے تو وہ دیدیگا۔ لیکن جب حضرت مسیح نے اسے یہ کہا ہے کہ تیرا بھائی جی اُٹھے گا تو اس نے کہا کہ "میں جانتی ہوں کہ قیامت کو آخری دن جی اُٹھے گا" گویا یہ کہکر اس نے اپنی پہلی بات کی تکذیب کر دی ہے کہ اب دنیا میں وہ زندہ ہو کر نہیں آئیگا۔ اور دونوں باتیں ایک دوسری کی متناقض ہیں جو کہ ایک الہامی کتاب کی شان کے بالکل خلاف ہے۔ دوم لکھا ہے "اس نے بلند آواز سے پکارا کہ اے لعزر نکل آ جو مر گیا تھا وہ کفن سے ہاتھ پاؤں باندھے ہوئے نکل آیا" یہاں یہ سوال ہوتا ہے کہ جب اس کے پاؤں بھی باندھے ہوئے تھے تو وہ قبر سے باہر کس طرح نکل آیا۔ اگر یہ کہا جائے کہ اس میں کوئی ایسی طاقت پیدا ہو گئی تھی کہ پاؤں باندھے ہوئے بھی چل سکتا تھا۔ تو پھر حضرت مسیح نے یہ کیوں کہا کہ "اسے کھول کر جانے دو" اگر وہ ہاتھ پاؤں باندھے ہوئے گاؤں میں جاتا تو اس سے لوگوں پر اور زیادہ اثر پڑتا۔ لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ پس جب اس کے باہر چلنے کے لئے اس کے پاؤں کو کھولنے کی ضرورت تھی تو اس کے قبر سے نکلنے کے لئے بھی پاؤں کے کھولنے کی ضرورت تھی۔ مگر عبارت اس کے خلاف وہ بات کہتی ہے۔ جو ناقابل قبول ہونے کے ساتھ ہی اپنی صداقت کو بھی جواب دیتی ہے۔ پس جب اس عبارت میں ایسی باتیں ہیں تو ہمیں اس کے تمام و کمال صحیح ماننے کے لئے کوئی مجبور نہیں کر سکتا۔ اور جب ہم نے اس سے ایسی باتیں نکال کر پیش کر دی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ لعزر پر موت وارد ہی نہیں ہوئی تو حضرت مسیح کا اس کو زندہ کرنے کے کیا معنے؟ پس ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے اب دونوں قسم کی عبارتوں کو تطبیق دینا ان لوگوں کا کام ہے جو اس عبارت کو الہامی مانتے ہیں ؛

دعوت الی الخیر

(۱)

ایک دہریہ اور ایک یہودی کا مشرف بہ اسلام (یعنی احمدی) ہونا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

سیدی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ

میں نوکسٹن میں آیا ہوا ہوں۔ یہاں دو جگہ لیکچر ہوں گے۔ ایک جمعہ کے دن۔ اور دوسرا اتوار کے دن۔ مسٹر × × × × × کی نسبت میں نے اس سے پہلے آپ کی خدمت میں عرض کیا تھا۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے یہ نوجوان اب پھر مسلمان ہوگیا ہے۔ یہاں بعض لوگوں کا اسپر بد اثر پڑا تھا۔ کہ دہریہ ہوگیا۔ اور جب پہلی دفعہ میں نے نوکسٹن میں لیکچر دیا۔ تو میرے لیکچر کے بعد اس نے بحیثیت دہریہ ہونے کے مجھ پر بہت سے سوال بھی کیے۔ بلکہ حضرت صاحب کی جنگ۔ اور زلازل کے متعلق جو پیشگوئیاں تھیں۔ اسکا اسکے دل پر ایسا اثر ہوا۔ کہ اب دوبارہ پھر مسلمان ہوگیا ہے۔

یہودی نوجوان کی نسبت جو میں نے لکھا تھا۔ وہ بھی تین چار دن ہوئے۔ آخر مسلمان ہوگیا۔ اور اسنے اپنے مسلمان ہونے کا **اعلان** کردیا۔ اسکا نام **محمد سلیمان** رکھا گیا ہے۔ غالبًا محمد سلیمان نے مولوی شیر علی صاحب کو خط لکھا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے۔ اور یہ سب اللہ تعالےٰ کی نصرت کے بغیر ناممکن تھا۔ حضور مسٹر روڈ کان اور نوکسٹن مسٹر ہولڈن اور بعض دیگر اشخاص کے مسلمان ہونے کے لیے بھی دعا فرماویں۔ جماعت کی خدمت میں بھی عرض کریں۔ کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ سوائے دعا کے یہ لوگ مسلمان نہیں ہوتے۔ میری صحت اچھی ہے۔ اور جیسے کہ پہلے خدمت میں عرض کیا گیا تھا۔ ۴ پونڈ ماہوار پر ایک انگریز ساتھ کام کرنیکے لیے رکھا گیا ہے۔ پھر دعا کے لیے عرض کرتا ہوں + (فتح محمد)

مختلف خبریں

عراق عرب کی جنگ:- شملہ ۲- جون- کہ ۳۱ مئی کو ہم نے ۱۶- پونڈ گولہ پھینکنے والی ۳ توپیں بمکمل سازو سامان سمیت چھین لیں نیز ۲۴۱ قیدی گرفتار کیے جن میں زخمی بھی شامل تھے +

یکم جون کو بھی جنگی کارروائی جاری رہی۔ غنیم دریائے دجلہ کے اوپر کو پوری طرح سے پسپا ہو رہا ہے۔ غنیم اپنے بہت سے خیمے لگے لگائے چھوڑ گیا۔

شملہ ۳- جون اوپر کو جو تعاقب شروع کیا تھا اس کے مزید حالات موصول ہوئے ہیں۔ ایک ترکی سٹیمر دو بلم ڈوبنگی ... عظیم اور ہلکے جہاز اور ۳۰ دیسی کشتیاں غرق کردی گئی ہیں۔ اور ۴۰۰ قیدی ہمارے ہاتھ آئے ہیں۔ علاوہ ازیں ایک ڈونگہ جس میں ۳۰ میدانی توپیں۔ سامان حرب اور ایک بحری سرنگ تھی۔ ہمارے ہاتھ آگئی +

لندن یکم جون۔ ترکی اسیر جو گیلی پولی سے قاہرہ میں پہنچے ہیں تسلیم کرتے ہیں۔ کہ ترکی نقصانات نہایت شدید ہیں کہ جنٹوں کی رجمنٹیں تباہ ہوگئی ہیں۔ افسروں کا بھی خاص طور پر بہت نقصان ہوا ہے +

جنرل لیمان وان سانڈرس نے حکم دیا تھا کہ قریبترین برطانی مورچوں پر حملہ کرو۔ مگر ترکوں کو بندوک سنگین اور خالی میگزینوں سے حملہ کرنا پڑا متحدہ افواج کی متجسس روشنیوں نے کئی مرتبہ ان کا پتہ لگایا۔ تین ہزار آدمیوں میں سے صرف ۱۲۰ باقی بچے +

ایک عرب افسر کہتا ہے کہ دو ہفتہ گزرے جب میں گرفتار ہوا تھا۔ تو ہمارے چالیس ہزار آدمی کشت ہوچکے تھے برطانی کلدار توپیں خاص طور پر مہلک تھیں +

لندن۔ ۳- جون۔ برطانی آبدوز کشتیاں بحیرہ مارمورا میں کام کررہی ہیں جرمن باربرداری کا جہاز خلیج پنڈرمہ میں غرق کردیا گیا ہے

شتلجہ کا استحکام:- ایتھنز ۳- جون- ترک شتلجہ کو مستحکم کررہے ہیں بظاہر انہیں بلغاریکی حملہ کا خوف دامنگیر ہے بلغاری طالب علم جرمنی سے واپس بلالیئے گئے ہیں +

پرزی میسل کے نواح میں جو عظیم جنگ رونما ہے آئین روسی نہایت جارحانہ کارروائی کر رہے ہیں۔ اور ڈولینا کے مابین غنیم کے تمام حملے شدید نقصان کے بعد پسپا کردیے گئے ہیں +